رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسہم ؕ

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نرخ قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی ؛

ام سے	۵؎
ص سے	۶؎
ہندوستان سے باہر	۶؎ ۸
ہر ذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲؎

نمبر ۳ || قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس || جلد ۱۴

سرپرستانِ الحکم توجہ فرماویں

باوجودیکہ گذشتہ سال کے آخری حصہ میں الحکم کی ترتیب اشاعت میں سخت بے ترتیبی رہی مگر مربیانِ الحکم نے اپنے خادم قدیم کیساتھ ہمدردی وفاداری کا ثبوت دیا جس میں ایک طرف الحکم کی اس عظمت و وقعت کو دیکھکر جو وہ اپنے مربیوں کے دل میں پیدا کر چکا ہے خوش ہوا اور دوسری طرف مجھے اپنی کم توجہی پر سخت افسوس ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر میں نے حضرت امیر المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کو الحکم کی طرف خصوصیت سے مائل پایا۔ اور مختلف رنگوں اور صورتوں میں میں نے دیکھا کہ آپ مجھے اس خدمت کو کما حقہٗ ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہیں جس سے میں اندازہ کرنے کے قابل ہو گیا کہ خود حضرت ممدوح الحکم کی زندگی اور اس کے وجود کو ایک ضروری شئے تصور فرماتے ہیں۔

ان تمام اسباب پر نظر کر کے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس خدمت کو پورے طور پر سرانجام دینے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں جو الحکم کے ذریعہ میں کر سکتا ہوں الحکم کی ترتیب اور بروقت اشاعت کے لیے جہانتک انسانی تدابیر اور محنت کا تعلق ہے میں انشاء اللہ اسے عمل میں لاؤنگا۔ اسکی توسیع اشاعت اور ترقی کیلئے ناظرین الحکم کی خاص توجہ درکار ہے۔ کیونکہ جسقدر اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا اُسی قدر اسکے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کامیابی کے لیے سہولتیں پیدا ہونی ممکن ہیں۔ پس میں جمیع سرپرستان الحکم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ الحکم کی خریداری کے لیئے اپنے دوستوں میں تحریک کریں اور ہر خریدار الحکم جنکی اعانت اور توجہ الحکم کی زندگی کا باعث ہے عام قیمت سالانہ پر الحکم جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اس خیال سے کہ الحکم کا دائرہ اشاعت بہت وسیع ہو جاتے ہیں آخیر مارچ تک ۱۰۰ جدید خریداروں کی درخواست کرتا ہوں وہ لوگ جو میری تحریروں کے قدردان ہیں اور جنھوں نے ابتک اسی اصول پر الحکم کی قدردانی کی ہے۔ آخیر مارچ تک اس تعداد کو پورا کریں گے اور اگر آخیر مارچ تک یہ تعداد پوری نہ ہوئی تو میں اپنے ایسے سرپرستوں اور مربیوں سے اسقدر تعداد خریداروں کے لیے قیمت وصول کرنیکے لیئے خاص طور پر پیلودہائی کرونگا جو اس مقدار کی کمی کو پورا کرنیکے لیے کافی ہوگی۔ یہ جرأت مجھے محض اس قدردانی کی بنا پر کی ہے۔ جو ابتک آپ الحکم کے لیئے کرتے رہے ہیں +

آپکا خادم یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

حضرت امام مغفور کے کلمات طیبات

"کلام الامام"

اے سونیوالو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے اُنکے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اکدن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئینگے

اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے

وہ دن بھی ایکدن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدا کہ قصہ خدا ہے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے کافر و رو سیاہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اسکو کردگار
اسکے لیے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اُسکا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُسکے دل سے دور

تا اسکے دل پہ نور یقیں کا نزول ہو
تا وہ جناب عز و جل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصال خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کر سکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گزر سکے

وہ رہ جو ذات عز و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پہ دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں انکا نشاں نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

اس بے نشاں کی چہرہ نمائی نشاں سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوت خدائی نشاں سے ہے

کوئی بتائے ہمکو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں

یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھائیے
ورنہ گزاف قصوں میں ہرگز نہ جائیے

جب سے کہ قصے ہو گئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں

تم دیکھتے ہو قوم میں عفت نہیں رہی
وہ صدق و صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشاں ہیں وہ حالت نہیں رہی
اس یار بے نشاں کی محبت نہیں رہی

اک سیل چل رہا ہے گناہوں کے زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ یہ کام اسقدر
کیوں ہو گئے عزیزو! یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فلسفانہ ہے
کچھ اک نظر کرو یہ کیسا زمانہ ہے

اسکا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیا کی دوں کی دل میں محبت سما گئی

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر پڑے حجاب
آنکھوں سے انکی چھپ گیا ایماں کا آفتاب

جس کو خدائے عز و جل پر یقیں نہیں
اس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اس سے ملکے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وہ اسکے ہو گئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اسی کے ہاتھ سے وہ جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اس مے سے مست ہیں
سب دشمن اُنکے انکے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلیے کہ عاشق یار یگانہ ہیں

ان کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُنکے مارنے کے لیے چال چلتے ہیں
جب اُن سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالیجناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

اتحاد بین المسلمین

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کے ہر رکن میں اتحاد و وحدت کی تعلیم عملی رنگ میں دیگئی ہے۔ اور پھر مسلمانوں کی قوم ہی آج ایک ایسی قوم ہے۔ جس کا شیرازہ اتحاد پراگندہ ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں درد مند دل اس کمی کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں پھر اتحاد و اتفاق کی صورت نمایاں ہو اور وہ ان آثار شیرین سے متمتع ہوں جو وحدت ارادی پر ملتے ہیں۔

اس سوال کو حل کرنیکے لیئے بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں۔ مختلف انجمنیں قائم ہوئیں اور رسالوں اور اخبارات میں بحثیں اٹھائی گئی ہیں۔ مگر یہ سوال اپنے مرکز پر اسی طرح قائم ہے۔ اسوقت جبکہ دوسری قومیں اور جماعتیں فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ کہ ان میں قومیت اور وحدت کا اصل مفہوم پیدا ہو جائے ہمارے لیئے اس سوال پر غور کرنیکی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی اس سے پہلے تھی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے قوم کے لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں بجائے خود اتحاد اور اتفاق ہونیکے سخت اختلاف اور ضد ہے۔ انجمنیں جو قومی وحدت کا عملی نمونہ ہیں ان میں پھوٹ اور دھڑا بندی کام کر رہی ہے۔ اخبارات جو قومی مذاق کی اصلاح کرنیوالے ہوتے ہیں اور قوم میں بیداری کا احساس پیدا کر سکتے ہیں۔ انکی اغراض اپنی ذاتی مفاد اور منافع تک محدود ہیں ایسی صورت میں اتفاق ہو تو کیونکر؟ اور اتحاد کی صورت پیدا ہو تو کیسے؟ بلکہ اگر کوئی شخص اس قسم کے مضامین پر قلم اٹھائے تو اسے دیوانہ کہا جائے۔ لیکن میں ایک واقعی ضرورت کو محسوس کر کے اس قوم کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں

کہ بشنود یا نشنود من گفتگوے مے کنم

اتحاد بین المسلمین کے سوال پر بحث کرتے ہوئے جس امر کو سب سے اول ہمیں مد نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کیا مسلمانوں میں اتفاق ممکن بھی ہے۔ یا نہیں؟ اور اگر ممکن ہے تو کیونکر؟

اس سوال کی شق اول کے لیئے تو مجھ اتنا ہی کہدینا کافی ہے۔ کہ جب اسلام کل دنیا کے لیئے ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور نوع انسان کے لیئے آیا ہے۔ تو اس میں اتفاق اور وحدت پیدا کرنیکی ایسی زبردست قوت ہے جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں مل سکتی کیونکہ مختلف خیال مختلف مذاق اور مختلف طبقوں عمروں اور ملکوں کے لوگوں کو جب وہ مذہب جیسی عظیم الشان شے پر متحد کر سکتا ہو تو وہ کیوں اتحاد پیدا نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسی اور زبردست طاقت کے عملی نمونہ سے دکھا دیا۔ کہ کس طرح پر مختلف طبقوں کے لوگوں کو اپنے متحد فی الارادہ کر دیا تھا۔ جس نے دنیا کی تاریخ کا ایک زرین باب قائم کر دیا۔ پھر اس تاریخی واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہے

میں اس پر زیادہ بحث نہ کر کے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اتحاد ہو کیسے سکتا ہے؟ اس سوال کے حل کرنے کے لیئے بھی ہمیں خیالی تجاویز پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسی عملی نمونہ کو دیکھنا چاہیئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ کیونکہ نرے قوانین اور قواعد کے دینے سے ہی کوئی قوم متمدن قوم نہیں بن سکتی جب تک ان قوانین پر عملدرآمد کرا کے نہ دکھایا جاوے یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور مسلمانوں کی ابتدائی زندگی پر غور کرنیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح پر انہیں ان ہدایتوں پر کاربند کرایا گیا جو انہیں دیگئی تھیں۔ مگر میں یہاں صرف اسی ایک ہدایت اور قانون کو پیش کرونگا۔ جو اتحاد بین المسلمین کے لیئے آپنے دیا تھا۔ وہ مبارک قانون ان پاک الفاظ میں تھا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ یہ ہدایت دینے کو ہر شخص دے سکتا ہے۔ مگر وہ بات کیا ہے۔ جس سے وہ عملدرآمد بھی کرا دے میری سمجھ میں یہ بات کہ ایسا حکم دیکر تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو دور کر دیا جاوے ایسے انسان کا کام ہو سکتا ہے جو اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی رکھتا ہو اور خدا تعالے کے ساتھ ایک مخلصانہ اور وفادارانہ عبودیت کا تعلق اسے ہو دوسری طرف مخلوق کے ساتھ انکی اصلاح و فلاح کے لیئے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو جب تک یہ بات نہ ہو ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ کے خشک لفاظ جو آسمان سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور زمینی کیڑے ہو کر یورپ کی مادی ترقیوں کو دیکھ کر اسکے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے اپنے ہی منصوبوں پر ہر قسم کی قومی ترقیوں کا مدار اور انحصار سمجھتے ہیں اس بات کو خفیف سمجھیں اور اسپر ہنسیں۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ وقت آتا ہے جب انہیں

اسی اصل پر سر جھکانا پڑے گا

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اسی راہ پر چلنے سے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہی فرق ہے۔ کہ وہ ایک امام مفترض الطاعۃ کے نیچے چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔ آریوں۔ برہموؤں اور دوسرے مذاہب کے اندر جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور جن امور کی کمی نے ان کی قومیت اور مذہب کو صدمہ پہونچایا وہ یہی ایک امر ہے کہ ان میں وہ زندہ شخصیت نہیں ہے۔ زندہ شخصیت ہی ایک ایسی طاقت اور قدرت ہے جو تمام قسم کے نزاعوں اور اختلافوں کو مٹا سکتی ہے۔ اسکے سوا تمام مذاہب ہیچ اور کمزور ہیں۔ ایسی حالت میں گویا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ایک شخصیت (جسکو دوسرے لفظوں میں امام مفترض الطاعۃ کہتے ہیں) کے ساتھ سچا تعلق اور پیوند اختیار کریں اور اس راہ پر چلیں جو صحابہ کی راہ تھی تب ممکن ہے کہ بعض فروعی امور میں کوئی اختلاف رکھتے ہوئے بھی مسلمان آپس میں مل سکیں جب تک یہ راہ اختیار نہ کیجاویگی۔ میں امید نہیں کر سکتا کہ کوئی نسخہ مفید اور کارگر ثابت ہو باقی رہا یہ امر کہ وہ شخصیت کونسی ہے اسکے لیئے آسان راہ ہے۔ دیکھو اور تجربہ کرو۔ میں اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر سلسلہ حقہ احمدیہ کو پیش کرتا ہوں یہی ایک جماعت ہے۔ جو اس اصل پر کاربند ہو کر چلی ہے۔ اور اسوقت بھی جو ایک امام رکھتی ہے۔ اس کے تمام افراد عالم و جاہل چھوٹے بڑے امیر و غریب سب کے سب یہی مذہب رکھتے ہیں کہ اپنے امام کی اطاعت کریں اور اس کے حکم کے سامنے اپنے تمام فیصلوں اور نزاعوں کو ہیچ سمجھیں یہی راہ اتحاد کی یہی ہے۔ جو اسی اصل پر ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا اور جسپر چلکر دکھایا تھا۔ مگر یہی تو تم تمہارے نزدیک کافر ہیں اس بات کا تو رنج نہیں کہ ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ سنا گیا مگر افسوس اس بات کا ہے۔ کہ نسخہ شفا کا نام زہر رکھدیا گیا ہے آہ! جانم گداخت در غم اہانت اسے عزیزہ دین طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم۔ کیے علمایان قوم و لیڈران ملت اس

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پچھلا مہینا

صدر انجمن احمدیہ کے ماہوار رسالہ کا گوشوارہ خصوصیت سے جماعت کی توجہ کے قابل ہوتا ہے میں نے سکرٹری صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس گوشوارہ کے متعلق کسی قدر نوٹ دیدیا کریں تو زیادہ مفید ہو کیا عجب وہ آیندہ اس التزام کو پسند کریں میں بھی اپنا فرض سمجھکر اسے قومی توجہ کے سامنے پیش کرتا ہوں میرا خیال ہے کہ معزز معصر بدر بھی اس قسم کے قومی مشترکہ مضامین کو شایع کرتا رہے گا۔

جنوری ۱۹۱۰ء کا رسالہ میرے سامنے ہے دسمبر ۱۹۰۹ء کے شایع شدہ رسالہ کے گوشوارہ سے عام مقابلہ کرنیکے بعد ناظرین معلوم کرینگے کہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو کل مدات کا بقایا سترہ ہزار پانچ سو چھتیس روپیہ دو آنہ گیارہ پائی تھا اور یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کو چودہ ہزار چھہ سو پانوے روپیہ گیارہ آنہ گیارہ پائی تھا اس لحاظ سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو دو ہزار آٹھ سو چالیس روپیہ سات آنہ زیادہ تھے۔ لیکن اگر اس رقم میں سے چار ہزار چار سو روپیہ جو بھیرہ کی ایک جائداد کی فروخت کی رقم دسمبر کی آمدنی میں اضافہ ہوئی ہے نکال دیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء کی آمدنی میں ڈیڑھ ہزار سے زایدکی کمی ہے اور یہی وہ امر ہے جسکو میں قوم کی توجہ کیلئے پیش کرنا چاہتا ہوں اور مختلف مدات کی آمدنی کا مقابلہ کرکے دکھاتا ہوں۔

مدرسہ

نومبر ۱۹۰۹ء میں کل آمدنی ۹ - ۳ - ۱۱۱۱ تھی دسمبر میں یہہ آمدنی صرف پانچسو چھہ روپیہ ۱ آنہ ۶ پائی ہوئی اور آمدنی میں چھہ سو پانچ روپیہ دو آنہ تین پائی کی کمی ہوئی۔ اخراجات میں بمقابلہ نومبر ۱۹۰۹ء ۲ - ۶ ۔ پائی کی بیشی ہوئی۔

اشاعت اسلام

اشاعت اسلام میں نومبر ۱۹۰۹ء کو کل آمدنی پانچسو تین روپیہ چودہ آنہ چھہ پائی ہوئی اور دسمبر ۱۹۰۹ء میں یہ آمدنی گھٹ کر دوسو چوراسی روپیہ پانچ آنہ تین پائی رہ گئی اور خرچ نومبر میں چارسو اکتیس روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی تھا اور دسمبر میں تین سو پندرہ روپیہ اس طرح پر اخراجات میں ایکسو سولہ روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی کی کمی ہے مگر اخراجات کی مدات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء کے اخراجات میں طبع اور روانگی کے اخراجات غالباً شامل نہیں۔ جو دسمبر میں مالعہ روپیہ کے قریب ہوئے ہیں اخراجات عملہ میں بمقابلہ نومبر ۱۲ کے قریب دسمبر میں اضافہ ہوا ہے اگر یہ اخراجات طبع وغیرہ میں سے منہا کر دئے جاویں تو بھی تقریباً ایکسو گیارہ روپے کے قریب کمی ہو اگر یہ فی الواقعہ کمی ہے تو مبارک امر ہے کہ کمی کیسا تھ اخراجات میں بھی کمی ہوئی اور اگر مذکورہ بالا اخراجات شامل نہیں ہوئے۔ تو پھر یہ خرچ بھی آمدنی کے مقابلہ میں بڑھ رہا ہے۔

مقبرہ بہشتی

نومبر ۱۹۰۹ء میں آمدنی پانچسو باسٹھ روپیہ چودہ آنہ چھہ پائی تھی۔ اور دسمبر ۱۹۰۹ء میں صرف تین سو اٹھارہ روپیہ چھہ آنہ چھہ پائی جو گزشتہ مہینے کے مقابلہ میں ۸ - ۲۴۴ کم ہے اور اخراجات دسمبر میں بمقابلہ نومبر ۔ ۔ ۔ کم ہوئے اور اس لحاظ سے ۹ - ۳ - ۔ کے قریب اس مد میں بھی کمی رہی۔

لنگرخانہ

نومبر ۹ء میں آمدنی چھہ سو سینتالیس روپیہ تیرہ آنہ تھی اور دسمبر میں سات سو بائیس روپیہ چھہ آنہ چھہ پائی۔ لنگر کی آمدنی میں ۔ ۔ ۔ قریب کے کچھہ نہ کچھہ اضافہ ہوا۔ مگر لنگر ابھی تک یکم جنوری ۱۰ء کو نوسو دس روپے دو آنہ ۹ پائی کا مقروض تھا۔ جو نومبر کے مقابلہ میں پچاسی روپے سوا چودہ آنہ زیادہ ہے۔

یتامی

مد یتامی کی آمدنی نومبر ۹ء میں ۹ - ۳ - ۴۸ تھی اور اور دسمبر میں ۔ ۔ کم خرچ نومبر میں ۔ ۔ اور دسمبر میں ۔ ۔ گویا خرچ میں ۔ ۔ کمی ہوئی۔

مساکین

مد مساکین کی آمدنی میں بمقابلہ نومبر ۹ء بقدر دوسو سولہ روپے کے کمی ہوئی اور اخراجات میں بقدر ایکسو پچاسی روپے ساڑھے چار آنہ بیشی ہوئی۔

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کی آمدنی میں ۹ - ۱ - ۷ کی کمی ہوئی اور اخراجات میں ۱۲ - ۱۱ کا اضافہ

مدرسہ احمدیہ

مدرسہ احمدیہ کی آمدنی میں ۳ - ۱۲ - ۱۵ کی کمی اور خرچ میں ۔ ۔ ۔ ۹ - ۷ - ۱۶ کی بیشی یہ سلسلہ کی عام مدات کا گوشوارہ ہے جو بغرض مقابلہ ناظرین کے سامنے رکھا گیا ہے۔ اب احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ اسپر غور کرے جن مدات میں اخراجات بڑھے ہوئے ہیں۔ انکو کم کرنیکا انتظام کیا جاوے۔ اور آمدنی کے ذرایع کو بڑھانیکی فکر کیجاوے

آمدنی کی کمی کی وجوہات کو غور کرنا صدر انجمن کے ٹرسٹیوں کا خصوصیت سے کام ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سے بیفکر نہیں ہونگے۔

میں اسموقعہ پر خصوصیت سے **لنگرخانہ** کی طرف قوم کو توجہ دلاتا ہوں۔ لنگرخانہ اسوقت نوسو دس روپیہ کا مقروض ہے اور اگر اس قرض کو جلد تر ادا کرنیکی فکر نہ کیگئی تو یہ مد اور بھی کمزور ہو جائے گی اور پھر اسکا اثر لازماً دوسری مدات پر پڑیگا۔ اسلیئے اس کمی کو پورا کرنیکی طرف توجہ کی جاوے حضرت مسیح موعود مغفور کے بعد لنگرخانہ کے اخراجات کا صدر انجمن کے ہاتھہ میں آنیسے ایک عظیم الشان فائدہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنی غلط فہمی اور ناسمجھی سے یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ حضرت کے پاس لاکھوں روپیہ آتے ہیں اور لنگرخانہ کے اخراجات میں معاذ اللہ فضول خرچ ہو جاتے ہیں انہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ وہی لنگرخانہ ہے۔ اور وہی اسکے اخراجات اور آمدنی اسپر بھی لنگرخانہ مقروض ہے حل اس سوال کا دراصل یہ کوئی خاص سر تھا۔ جو دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ کسطرح پر حضرت کے ہاتھہ میں یہ کام چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص فضل ہی تھا۔ بہرحال لنگرخانہ کے اس قسم کے مشکلات غیر مفید نہیں بلکہ ایک پہلو سے نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اگرچہ حضرت مغفور کے زمانہ میں بھی بعض اوقات کمی آمدنی کیوجہ سے سخت تکلیفیں پیش آجاتی تھیں مگر وہ بابرکت ہاتھہ اس انتظام کو نباہے جاتے تھے۔

لنگرخانہ کی مد میں خاص رقم جمع ہونی چاہیئے جو جائیداد

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ جس کے امام و پیشوا حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب مغفور مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے۔ موجودہ امام اور خلیفۃ المہدی حضرت مولوی نور الدین ایداللہ بروح الامین نے گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنے عقیدہ اور دلی جذبات بارہا ظاہر کر چکا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر اور ذمہ دار ہمارے خیالات سے بخوبی واقف ہیں لیکن ان دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شایع ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی خیر خواہی اور اطاعت و وفاداری کے متعلق مختلف قوموں کی طرف سے رسائل کا شایع ہونا مفید ہو سکتا ہے اس بنا پر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے سب سے اول اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی طرف سے جو تحریریں اسباب میں شایع ہو چکی ہیں انہیں سلسلہ وار شایع کر دوں اور اس طرح وفاداری کے ان پاک جذبات کی تجدید کر سکوں جو ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے متعلق رکھتے ہیں یہ مضمون بہت طویل ہوگا۔ اسلیئے کہ سالہا سال کی تحریروں کا اقتباس ہے لیکن میں اور میرے ناظرین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ممبر اسی امر میں خوشی محسوس کرینگے کہ اس مقصد کے لیئے الحکم میں ایک صفحہ مخصوص کر دیا جاوے امید ہے۔ کہ اسکو غور سے پڑھا جاویگا۔ اور اسکی عام اشاعت کی کوشش کیجائے گی وباللہ التوفیق۔

گورنمنٹ برطانیہ کی برکات دینی نظر سے

حضرت مسیح موعود مغفور براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے شروع میں ڈاکٹر ہنٹر کے اعتراضات متعلقہ وفاداری مسلمانان کا جواب دیکر علمائے اسلام کو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کرنیکی ممانعت کا فتویٰ شایع کرنے کی زبردست تحریک کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت و آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہیں سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل نعماء الٰہی کے اسکا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکرگزار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو انکے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں ان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے۔ اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت انکے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ جس کے آنیسے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں۔ اور ہریک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی۔ اور ہریک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کہ کوئی ایسا مانع نہیں۔ کہ جو ہمکو نیک کام کرنیسے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت میں خداوند کریم رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے۔ اور جس کے فواید کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں جس صفائی سے اس سلطنت کی ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لیئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنیکے لیئے وعظ ہو سکتا ہے۔ اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلیئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہے۔ اور عمیق تحقیقاتوں سے تائید دین متین میں تالیفات ہو کر حجۃ اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست میں آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جس کی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتوں کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں سے اور شرک کی خرابیوں اور مخلوق پرستی کے فسادوں سے نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبولؐ کا صراط مستقیم کھولکر بتلادیں کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہیں۔ اور فرائض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہیں۔ اور ترویج دین میں سب ملکوں سے زیادہ مشغول ہیں جائز ہو سکتی ہے۔ حاشا و کلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل میں لا سکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں سے افروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنیسے خائف ہیں ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہروں میں اور موحدین مقلدین کی بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہریک فرقہ امن و آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ بات اہل حق کے لیئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک میں یہ بات کرنیکی گنجایش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانیکے لیئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہیں یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادوں سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا۔ اور دینی جہاد انہی ملکوں کے مقابلے پر ہوئے تھے جن میں واعظین کو اپنے وعظ کیوقت جان کا اندیشہ تھا۔ اور جن میں امن کیساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔ لیکن سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں سے خالی ہے۔ بلکہ اسلامی ترقیکی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے۔ کہ اس خداداد نعمت کی قدر کریں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھا دیں

(باقی دوسرے نمبر میں)

یسوعی مذہب پر کچھ نوٹ

اس عنوان کے نیچے الحکم میں پولوسی یا یسوعی مذہب پر انشاء اللہ مضامین اور نوٹ وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرینگے (ایڈیٹر)

خدا تعالیٰ کی نسبت یسوعی عقیدہ

حالانکہ صلیب نے خدا تعالےٰ کے متعلق جو عقیدہ تراش کر انجیل کے سر تھوپا ہے۔ نہایت عجیب و غریب ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ اقنوم ثانی یعنے ابن اللہ قدیم سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بیگناہ پاکر اس سے تعلق پیدا کرے ایسا تعلق کہ وہی ہو جاوے" مگر ایسا انسان یسوع سے پہلے نہ ملا اور یسوع سے پہلے جو ایک لمبا سلسلہ نوع انسان کا تھا وہ سب کا سب ان صفات سے عاری اور تہیدست تھا لہذا اقنوم ثانی نے اس سے تعلق پیدا کیا۔ اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم ان کے لیئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو ابد الآباد تک منفک نہیں ہو گی اس طرح پر اقنوم ثانی ایک جسمانی خدا بنگیا۔ یعنے یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا۔ اور وہ کبوتر بنگیا۔ اب یسوعی حضرات کے نزدیک خدا سے مراد وہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تھا اور وہ کبوتر ہے جو روح القدس کہلاتا تھا۔ باپ کا وجود ان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ !!!

کچھ اور بھی

یسوعی صاحبان یہ بھی کہتے ہیں کہ اقنوم ثانی کا تعلق جو یسوع صاحب سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تھا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تھا اور اگر وہ گناہ سے پاک نہوتا۔ یا آیندہ پاک رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا" اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسبی ہے نہ وہبی اور اس قاعدہ کے روسے فرض کر سکتے ہیں کہ ہر شخص جو پاک رہے وہ بلا تامل خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممتنع ہے یہ ایک دعوے ہے جسکی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ بائبل ثابت ہے۔ کہ ملک صدق سالم بھی جو یسوع سے بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے گناہ سے پاک تھا۔ پس پہلا حق خدا بننے کا اسے حاصل تھا۔ ایسا ہی یسوعی بزرگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے پس وہ بھی بدرجہ اولیٰ خدا بننے کا استحقاق رکھتے ہیں؟

یسوع کب خدا بنا

اسی اعتقاد کے سلسلہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ یسوعی صاحبان کا ایک گروہ یہ مانتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تھا۔ صرف کبوتر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے۔ کہ یسوع تیس برس تک گنہگار اور مرتکب معاصی رہا کیونکہ اگر وہ اس عرصہ میں پاک صاف ہوتا۔ تو کیوں اقنوم ثانی اس سے تعلق پیدا نہ کرتا؟ ایسا ہی کیوں ایک مخالف کے لیئے جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہی وجہ ہو گی جو پادری صاحبان تیس سالہ زندگی کے حالات پبلک میں پیش نہیں کرتے۔

یسوعی نجات کا لطیفہ

یسوعی مذہب کے لحاظ سے نجات کے لیئے توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ضروری امر ہے۔ کہ اقنوم ثانی مجسم ہو کر تولد کی معمولی راہ سے پیدا ہو اور پھر صرف اس کی پیدایش بھی کافی نہیں جبتک اس پر موت وارد نہ ہو اور نری موت بھی نہیں بلکہ وہ اقنوم ثانی جس نے یسوع کے ساتھ عینیت کا تعلق پیدا کیا ہے لعنتی نہ ہو گویا تمام مدار یسوعی نجات کا خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ اور اس طرح پر انکے لئے خدا تعالیٰ کا وجود ہرگز مفید نہیں ہو سکتا جب تک اس پر یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں وارد نہ ہوں یسوع کے پرستارو! غور کرو انی تؤفکون!

یسوعی نجات خدا کے عدل کو توڑتی ہے؟

پادری صاحبان کہتے ہیں۔ کہ جب تک یسوع کی صلیبی موت پر ایمان نہ لایا جائے خدائی عدل ہی قائم نہیں ہو سکتا ہے مگر پادری صاحبان یہ نہیں بتلاتے کہ یسوع کو جو انکے اعتقاد میں باعتبار اپنی انسانیت کے بالکل بے گناہ تھا صلیب پر مارنا اور لعنتی بنانا کس عدل کی بنا پر ہے؟ عدل کے پورا کرنے کے لیئے عدل کے خلاف کرنا یہ کس دانشمندی کا نتیجہ ہے۔

رحم بھی مفقود ہو گیا

پھر کہا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے جہان کو پیار کیا کہ اس کے لیئے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا جہان پر اگر رحم بھی کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر کے دنیا کو نجات دی تو بیٹے پر رحم کہاں ہوا وہ کس جرم اور قصور کے عوض بے رحمی کا شکار بنایا گیا۔

کفارہ پر ایک اعتراض

یسوع کی صلیبی اور لعنتی موت جسکا نام کفارہ رکھا جاتا ہے۔ وہ اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ یا تو اس سے یہ مقصود ہو۔ کہ گناہ بالکل صادر نہ ہوں اور یا یہ مقصود ہوگا۔ کہ ہر قسم کے گناہ خواہ وہ حق العباد کی قسم سے ہوں یا حق اللہ کی قسم سے کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہیں سو پہلی شق تو صریح البطلان ہے کیونکہ یسوعی صاحبان ہرگز اس امر کا اعتراف نہیں کر سکتے۔ اور نہ انکی عملی حالت ثابت کر سکتی ہے۔ کہ وہ کفارہ کو مان لینے کے بعد گناہ سے بالکل پاک صاف ہو گئے ہیں۔ اور صدور ذنوب ان سے رک گیا ہے۔ دو ہزار برس کے بعد لوگوں کا تو ذکر ہی فضول ہے جب کہ خود ان لوگوں کی غلطیاں اور کمزوریاں انجیل میں موجود ہیں۔ جو یسوع کے فیض صحبت سے تربیت یافتہ تھے۔ انمیں سے ایک نے گرفتار کرایا۔ دوسرے نے لعنت کی تا بدیگران چہ رسد۔ اب دوسری صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ صدور ذنوب پر کوئی مواخذہ نہ ہو اگر یہ عقیدہ درست تسلیم کر لیا جاوے تو شریعت کی تقدیس اور احترام بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور پھر گناہوں کے لئے مبادرت پیدا ہوتی ہے۔

یسوعی صاحبان سے ایک بات

مندرجہ بالا نوٹوں میں دکھایا گیا ہے کہ یسوعی عقیدہ کے روسے ذات باری کی شان پاک پر کس قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ اور وہ عقیدہ انسانی فلاح اور فوز کے لئے کچھ بھی مفید اور مؤثر نہیں پھر کیا یسوعی صاحبان غور کرنے کی تکلیف نہ اٹھائینگے۔ کہ وہ دنیا کے سامنے کیا پیش کر رہے ہیں؟

جس عقیدہ کے ذریعہ انسان اللہ تعالےٰ سے دور جا پڑے اسکو تمام برائیوں کی ماں کہنا چاہیئے۔ اسلیئے کہ تمام بدیاں اور بد معاشیاں صرف اسی ایک امر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ کہ انسان کا خدا تعالیٰ پر پورا یقین نہ ہو اور جس صورت میں اللہ تعالیٰ پر ہی سے ایمان اٹھجاوے تو پھر بدیاں اور بد معاشیاں دنیا میں پیدا نہ ہوں تو کیا ہو؟ اسی ایک راز کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید

ہزاونر اور آریہ سماج

ہزاونر (ا) ٹ صاحب پنجاب نے ہندو ڈیپوٹیشن کے جواب میں جو قابل قدر تقریر کی تھی وہ الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہے۔ اسی مہینے کی ۱۲ تاریخ کو ہزاونر نے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ لاہور آریہ سماج کے جواب میں جو چٹھی لکھی ہے اسنے آریہ سماج کے طبقہ میں خاص شہرت حاصل کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کے ممبروں کے لئے یہ چٹھی ایک آیت رحمت ہے آریوں میں جو جوش اظہار وفاداری کا اس چٹھی کے بعد پھیلا ہے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ وہ مستقل اور دیرپا ہو

ہزاونر نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ "بہت سے حکام (یا اہل الرائے) کی رائے آریہ سماج کے خلاف ہے اور ہزاونر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسی ایسوسی ایشن ہے کہ اگر اسکی دانشمندی سے رہنمائی نہ کی جاوے تو بہت بڑی شرارت پیدا کر سکتی ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ جب کہ سماج کی مقامی شاخیں ایسے ممبروں کے قابو میں آجاویں جو مغویانہ میلان رکھتے ہوں۔"

لیکن سرلوئی ڈین کو یقین نہیں ہے کہ بالفعل آریہ سماج بطور تمام جماعت کے غدار یا باغی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی دانشمند اور بہی خواہ ملک و ملت اب نہیں جو اس رائے کے پڑھنے سے افسردہ اور خوش نہیں ہوگا افسردگی کا باعث رائے کا اولین حصہ ہے اور خوشی کا آخری مگر جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسوقت تک بہ حیثیت ایک جماعت کے آریہ سماج کو کسی نے بھی باغی نہیں کہا ہاں پولیٹیکل باڈی کہا ہے تو اس میں آریوں کو اپنے مخالف الرائے لوگوں کو سنے اور گالیاں دینے کی کیا ضرورت تھی اگر انکا دامن انکے خیال میں صاف ہو گیا ہے تو مبارک اور اگر کوئی داغ ابھی باقی ہے۔ اور کوئی خطرہ اس جماعت کو نیا تجربہ کار لیڈروں کے ذریعہ پہونچ سکتا ہے تو اسکا انسداد کریں کوئی شخص بھی خواہ وہ آریہ سماج کے ہاتھوں کیسا ہی دکھ دیا گیا ہو یہ پسند نہیں کرتا کہ ملک میں بدامنی ہو پھر اگر انہیں پولیٹیکل باڈی سمجھکر پولیٹیکل جارجہد سے باز رہنے کی صلاح دیگئی تو وہ کیوں گھبراتے ہیں

لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے جو پولیٹیکل پرچہ ہے اور جس کے پولیٹیکل پرچہ ہونے پر میرے پاس اسکے گھر کی شہادتیں موجود ہیں احمدیوں کو مرزائی لکھکر گالیاں دینا اور اپنی آرین تہذیب اور بے حوصلگی کا اظہار کرتا ہے۔ میں اس قسم کی اخلاق سے گری ہوئی تحریروں پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسکے لئے مسٹر وہرمپال کا قلم کافی ہے اور اگر کوئی کمی مسٹر ٹندلور اِندر کے ذریعہ رہ گئی تھی تو پرکاش کے ایڈیٹر کو سنہری سرٹیفکیٹ ڈاکٹر حبیخیو کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے سوالات جرح میں ملجائیگا۔ بہرحال ملک کے تمام امن پسند اس کو خوشی سے دیکھیں گے

دیسی ریاستیں اور انسداد بغاوت

چونکہ بغاوت کے خیالات کی لہر اور پولیٹیکل لٹریچر کی موجیں انگریزی علاقہ سے اٹھکر دیسی ریاستوں تک جا پہونچی ہیں اسلیئے گورنمنٹ ہند نے والیان ریاست کے نام ایک مراسلہ بھیجکر دریافت کیا تھا کہ باغیانہ تحریک کی دیسی ریاستوں میں کس طرح بیخکنی ہو سکتی ہے؟ اس مراسلہ کے جواب میں والیان ریاست نے جو جوابات دیئے ہیں وہ گورنمنٹ گزٹ کے ایک غیر معمولی پرچہ میں چھاپ دیئے گئے ہیں انکا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ

اول کالجوں اور سکولوں میں مذہبی خیالات کے اوستاد مقرر کئے جائیں۔ دوم جن اخبارات میں ایسے مضامین شایع ہوں جن سے کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہو۔ تو ایڈیٹر کو بلا کر فہمایش کی جاوے۔

سوم۔ جس اخبار کو باغیانہ یا قابل اعتراض سمجھا جاوے اسے حکماً بند کر دیا جاوے اور ایسا حکم آخری حکم ہو۔

چہارم۔ دیسی والیان ریاست دورہ کر کے لیکچروں اور عملی ذرایع سے باغیانہ خیالات کو رد کریں۔

پنجم۔ ہر ایک ریاست میں نگران کمیٹیاں ہوں جو ہر قسم کی تحریروں تقریروں اور دیگر قابل اعتراض تحریکوں کی نگرانی کریں۔

ششم سادھو دانہ رنگ میں پھرنیوالے لوگوں کی خصوصیت سے نگرانی ہو۔

اس قسم کی تجاویز مختلف والیان ریاست نے پیش کی ہیں اخبار نویسی کے نکتہ خیال سے مہاراجہ بڑودہ اور حضور نظام کی یہ رائے فی الحقیقت قابل قدر ہے۔ کہ اخبارات میں اگر قابل اعتراض مضامین شائع ہوں تو مقدمہ چلانے سے پہلے گویا انہیں فہمائش اور سرزنش ہونی چاہیئے اور انہیں موقعہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ اسکی تردید کر دیں۔ اس طرح جوش بھی پیدا نہیں ہوتا اور وقت محنت اور روپیہ سب بچ جاتے ہیں۔ بہرحال ملک کے امن و آسایش کے خواہشمند لوگوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ان اسباب کو ہاتھ میں لیں جو اس بلا کا سدباب کر سکیں۔

پولیٹیکل قتل

۲۴ جنوری کو کلکتہ میں ایک ہولناک قتل کا واقعہ ہوا مقتول خان بہادر شمس العالم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہے جسنے نرائن بم کیس میں نمایاں حصہ لیا تھا قاتل ایک ۱۸ سالہ بنگالی ہے جسنے ہائی کورٹ کلکتہ کے احاطہ میں ریوالور سے فائر کی۔ قاتل نے گرفتار کرنیوالے سوار پر بم پھینکا۔ مگر وہ بچ گیا اور گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔

ملزم شکل و صورت سے مشرقی بنگال کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور اپنا نام اور پتہ کچھ نہیں بتاتا۔ خان بہادر شمس العالم کا اگر کوئی قصور ہے تو صرف اتنا کہ اسنے ملزموں کو سزا دلانے میں اپنا فرض ادا کیا۔

اس قسم کی وارداتیں انارکسٹانہ جرائم کے کیڑوں کی موجودگی کا پتہ دیتی ہیں۔ خان بہادر کی یہ موت سخت افسوسناک اور سنسنی خیز ہے لیکن اسوجہ سے کہ ایک مسلمان اپنے ملک اور قیصر کی خدمت گذاری میں سفاکی سے قتل کیا گیا ہے۔ افسوسناک نہیں بلکہ ایسی ناپاک کوششیں اہل ملک کو متوجہ کرتی ہیں کہ وہ اس قسم کے شریروں کو ملک سے نابود کرنے میں پوری مدد دیں محکمہ تفتیش جرائم کلکتہ اسکے متعلق اپنا کام کر رہا ہے۔

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابوں کی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابوں کی فہرست دی ہے اس مین ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ مین کیگئی ہے۔ کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہین تو رک سکتی ہے۔ مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتون مین ہوتا ہے جن مین سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے میں نے اس کتاب کو نہین دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیئے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدایش کو روکنے کی تجاویز گویا اس مین بتائی گئی ہین تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہوسکتا ہے؟ میں حیران ہون کہ کیون زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کردینے کا اعلان نہین کرینگے تو مجھے مسلمانوں مین اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی کہ ان کے کارخانہ کو بائیکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح پر بے حرمتی روا رکھتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم از کم تنفر کا اظہار کرین مین امید کرتا ہون۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسوں کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا روا نہ رکھین گے پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

علمی رسائل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تاکہ کالجوں کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کرسکین علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتوں کی تعلیم پہیلاتے ہین تو مین سمجھتا ہون کہ یہ رقم زیادہ مفید ہوسکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نہ ہو اور اخلاقی اصلاح ساتھ نہ ہو چنداں مفید نہین ہوسکتی بلکہ نری چالاکیاں سکھلاتی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ایسی ترقی کی ہے۔ کہ وہاں اکثر لوگ خاص خاص بیماریونکا علاج کرتے ہین کوئی صرف دانتوں کا علاج کرتا ہے کوئی صرف آنکھونکا علیٰ ہذالقیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز معاصر ندوہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتب خانہ مین ایک کتاب عربی زبان مین آنکھ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم ہارون بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چار سو صفحون سے زیادہ پر ہے۔ یہ بھی کتاب مذکور کے دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بھی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابین لکھی جاچکی ہین اسی ضمن مین ۱۸ کتابون کے نام دیئے ہین اور آنکھ کی تشریح کے متعلق جو آلات اس وقت تک ایجاد ہوئے تھے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بھی ظاہر کیا ہے اور انکی تعداد ۱۳۵ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا ایک قابل قدر ذخیرہ عربی زبان مین موجود ہے۔ اور یہ ترقیاں آج نئی نہین بلکہ ہماری عدم واقفیت انہین نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادھیا ستیش چندر اچاریہ ودیا بھوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تاکہ وہ وہان رہ کر بودھی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کریں وہاں سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تاکہ وہ اپنی تحقیقات کے نتائج گورنمنٹ مین پیش کرین معزز معاصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانوں اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بھی ایسے ڈیپوٹیشن روانہ کریگی لیکن گورنمنٹ کا ایسا خیال رجوع کرانے کے لیئے ضروری ہے کہ ۴ خود اس … مین ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکھائیں۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیا مین یہ خبر نہایت افسوس سے پڑہی جائیگی کہ ۱۰ جنوری کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور فارسی زبان کے مسلم اور مستند استاد تھے اور نظم و نثر مین اعلیٰ پایہ رکھتے تھے اردو زبان مین نیچرل شاعری کے بانی اور استاد وہی تھے آب حیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہوں نے کیا ہے وہ ہمیشہ انہین لٹریری دنیا مین زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچروں کے ذریعہ پیش کیے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان مین ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج مین چوتھائی صدی تک عربی فارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ مین سینکڑوں شاگرد آپکے معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ مین دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ مین مبتلا ہوگئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر پر انتقال کیا آخری وصیت مین اپنی قابل قدر کتابونکو کسی قابل قدر انسان کے ہاتھ بیچنے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹھ گیا۔

اردو زبان کے حامیونکو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ مین اگر قایم کیجاوے تو …

۴ غالباً انکے معزز شاگرد اس مین حصہ لے سکین آزاد اثنا عشری مذہب رکھتے تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبرین

توسیع مسجد

حضرت مسیح موعود مغفور کا الہام وسع مکانک اپنی شان برابر دکھار ہا ہے۔ اور توسیع عمارت کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت مین جاری رہتا ہے مسجد جامع کی توسیع کا کام جاری ہے مسجد کے جنوبی پہلو مین ۴۰ فٹ سے زاید لمبا اور قریبا ۲۰ فٹ چوڑا ایک برآمدہ تیار کیا جایگا اس جدید حصہ کی تعمیر سے جہان مسجد کی شان بلند ہو جائیگی وہان جلسون کے لیئے ایک عمدہ مکان ہمارے ہاتھ مین ہوگا۔

کیا اچھا ہو اگر اسکے ساتھ ہی منارۃ المسیح کی بھی کم از کم ایک منزل ہی تیار ہو جاوے اور منارہ کے پچھلی طرف مستورات کیلیئے نماز پڑھنے کے لیئے کوئی عمدہ انتظام ہو جاوے۔ ان کامون کے لیئے ضرورت ہے روپیہ کی اور یہ قوم کا فرض ہے کہ اسکے پورا کرنیکو ہاتھ بڑھائے۔

احیاء سنت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا عہد خلافت بہت سی باتون کے لیئے یادگار ہوگا۔ تبلیغ و اشاعت دین کا جو کام اسوقت ہو رہا ہے۔ اسکے اعتراف مین بعض غیر احمدی صدائین بھی ہین حضرت کی خلافت مین ایک امر خاص کا احیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مستورات بھی جماعت مین شریک ہوتی ہین جمعہ گذشتہ کو حضرت ام المومنین اور بہت سی احمدی خواتین نے جامع مسجد مین آکر حضرت امیر المومنین کے پیچھے سب سے پچھلی صف مین جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔ روزانہ نمازون مین بھی بیت الفکر مین بہت سی خواتین کو جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ مستورات کیلیئے کوئی حصہ مخصوص کر دیا جاوے۔ بہرحال یہ ترقی کا نشان ہے۔

جلسہ سالانہ

سالانہ جلسہ مین اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہین سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لیئے انجمنونکو ابھی سے فکر کرنی چاہیئے۔ مین نے پہلے بھی تحریک کی تھی۔ اور اسوقت پھر اسکی تجدید کرتا ہون۔ کہ جلسہ پر بہت سے احباب کے ساتھ مستورات بھی آتی ہین اسلیئے جہان لیکچرون کا انتظام کیا جاوے وہان ایک پردہ دار حصہ ایسا مخصوص کیا جاوے جہان مستورات ان تقریرون کو سن سکین اور سلسلہ کی ضروریات اور سلسلہ کی مہمات سے انہین واقفیت پیدا ہو میرا خیال ہے کہ اس تحریک اور تجویز سے جہان مستورات کو دینی فائدہ پہنچیگا وہان اسباب سلسلہ کے فنڈز مین آمدنی کا اضافہ ہوگا اگر تمام لیکچرون کے لیئے انتظام ممکن ہو تو حضرت امیر المومنین کی تقریر کے وقت خصوصاً انتظام ہونا چاہیئے۔ والا حضرت امیر کی خدمت مین درخواست کی ضرورت ہوگی۔ کہ آپ مستورات کے لیئے ایک خاص تقریر کیواسطے وقت دین ہمارے گھرون مین جن امور کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسکے لیئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین بحیثیت امام ہونے کی احکام ربانی سنائین اس طرح مستورات کے قادیان آنیکی غرض بھی پوری ہو جائے گی انشاءاللہ العزیز بہرحال مجھے یقین ہے .... کہ انشاءاللہ اس تحریک اور تجویز کو عملی رنگ مین لانیکی کوشش کیجائیگی۔

اسی ضمن مین صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ دار کارکنون کو مین اس طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہون۔ کہ جلسہ کیوقت وصولی چندہ کے لیئے معقول انتظام کرنے کے لیئے اگر ابھی سے فہرستین چھپوا کر مختلف انجمنون مین بھیجدی جائین تاکہ وہ اسکی خانہ پری کرکے ساتھ لائین تو شاید آسانی اور سہولت ہو اور اس طرح جو کام صرف ایک آدھ گھنٹہ مین ہوتا ہے۔ وہ دو ماہ پیشتر سے جاری رہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وصولی چندہ مین آسانی کے علاوہ بیشی بھی ہو بہرحال اس تجویز پر غور کیا جاوے۔ اگر یہ مفید ہو تو اسے عمل مین لایا جاوے۔

جزیرہ سنگھاپور مین تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جزیرہ سنگھاپور۔ سیلون وغیرہ مین ایک وفد تبلیغ کے لیئے بھیجنا چاہتے ہین اللہ تعالیٰ آپکے ارادات کو خوشی اور خوش اسلوبی کیساتھ پورا کرے آمین۔

مدرسہ کی سرکاری امداد مین اضافہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کی سرکاری امداد مین جو اس سے پہلے ایک سو سینتیس روپے کچھ آنہ تھی۔ خدا کے فضل سے اضافہ ہو گیا ہے اب سرکاری امداد دو سو روپیہ کے قریب ہوگی یہ آثار ترقی اور بہتری کے ہین مین افسران سررشتہ تعلیم کی توجہ فرمائی کا شکر گزار ہون۔

بورڈنگ کا بہترین انتظام

بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خصوصاً توجہ کی جارہی ہے۔ اور لڑکون کی تربیت اور اخلاقی اصلاح اور بھلائی کے لئے روپیہ کے قربان کرنے مین کوئی مضایقہ نہین کیا جاتا۔ اور یہی ایک امر ہے جو ہمارے مدرسہ کی عزت اور زینت اور فخر کا باعث ہوگا۔ بحمداللہ عرصہ گزرتا ہے کہ مینے سکرٹری صاحب کو بورڈنگ ہوس کے انتظام کی اصلاح کیلیئے ٹیوٹریل سسٹم کو جاری کرنیکی طرف توجہ دلائی تھی اور مین دیکھتا ہون کہ اس طریق کو عملی طور پر جاری کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ کوشش مبارک ہے امید کیجاتی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس کا انتظام تعلیم الاسلام سکول کا پنجاب بھر مین بہترین انتظام ہوگا طالبعلمون کی اخلاقی نگہداشت ہی ایک چیز ہے۔ جو دوسری جگہ مفقود ہے اور اسی کو بحال کرنا تعلیم الاسلام کا کام اور خاص مقصد ہے۔ ہر کمرہ مین مستقل طور پر ایک عملی نمونہ دکھانے والا ٹیوٹر شب و روز رکھنے کی سعی قابل قدر ہوگی۔ یہ کام صرف کثیر کو چاہتے ہین۔ پس اگر قوم اپنے بچون کی اعلیٰ تربیت چاہتی ہے تو اسکا فرض ہے۔ کہ وہ ناظمان سکول کو مالی مدد دل کھولکر دین ان بچون کی اصلاح اس قوم کی اصلاح ہے۔ جو کل دنیا کی لیڈر ہونیوالی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کی صحت و عافیت کی خبر مسرت بخش ہے۔

جماعت بنگہ

ضلع جالندھر مین بنگہ کی جماعت ایک سرگرم جماعت ہے میان رحمت اللہ اسکے سکرٹری ایک نہایت مخلص اور پر جوش آدمی ہین انہون نے قابل نمونہ ترقی اپنے اخلاق اور اصلاح حال مین کی ہے جسے دیکھکر مجھے تو رشک آتا ہے۔ بنگہ مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کے لیئے ایک مکتب بھی میانجی غلام نبی خانصاحب کے اہتمام مین کھول رکھا ہے میانجی غلام نبی خانصاحب کا اخلاص اور کوشش اچھے نتیجے پیدا کریگی۔ علاوہ تعلیمی کام کے وہ چندون کی وصولی مین بڑے مستعد اور سرگرم ہین۔ ایسے آدمی قابل قدر ہوتے ہین گو وہ کبھی قدر یا اجر کے لیئے کام نہین کرتے تاہم ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

شورش

مقدمات بغاوت کا حشر

لاہور اور پٹیالہ میں جو مقدمات بغاوت دائر ہیں ان میں ملزمان نے معافی مانگ لینے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ چنانچہ ملزمان پٹیالہ کی طرف سے ایک طویل معافی نامہ پیش کر دیا گیا ہے جو بوساطت عدالت خاص پٹیالہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں بغرض منظوری بھیجا گیا ہے۔ ملک میں امن کے خواہشمند ایسی تحریک کو نہایت مبارک سمجھتے ہیں اور مہاراجہ صاحب کی فیاضی سے امید کرنی چاہیئے کہ وہ ان پولیٹیکل ملزموں کو معاف فرما کر اپنی فراخدلی اور کریمانہ سیرت کا ثبوت دیں گے۔

در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست

اگرچہ بظاہر یہ معافی پیرس کے خط کی دھمکی کا نتیجہ جاہلوں کے نزدیک سمجھی جائے گی مگر اسکی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے ہاں یہ امر بھی ضرور مدنظر رہنا چاہیئے۔ کہ ملزم معافی مانگتے ہوئے اپنی غلطی یا کمزوری کا اعتراف کریں۔ اگر وہ اپنی کمزوری کا اعتراف نہیں کرتے تو پھر معافی کس بات کی چاہتے ہیں بہرحال میں بدل چاہتا ہوں کہ ملزمان کو معافی دینے میں فراخ حوصلگی سے کام لیا جاوے اور آریہ صاحبان لاف زنیوں کو چھوڑ کر مخلصی کو غنیمت سمجھیں۔

ایسا ہی

لاہور کے مقدمات میں معافیاں داخل ہو رہی ہیں گورنمنٹ پنجاب نے جس طرح پر سنہ ۱۹۱۶ء میں اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ اسی طرح پر اسوقت بھی ان ملزموں کو معاف کرنے میں ضرور وسعت حوصلہ سے کام لے گی۔ اگرچہ ایسی حالت میں یہ مقدمات محض نقصان مایہ کا موجب سمجھے جائیں گے۔ مگر میں اس صرف زر کو نہایت قیمتی اور قابل قدر خرچ سمجھتا ہوں کیونکہ جیسے ملزموں کے سزا دینے سے اصل غرض غدارانہ حرکات کی روک اور ایسے بیہودہ مذاق کا انسداد مقصود ہے۔ معافی دینے سے یہ مقصد اور بھی عمدگی سے حاصل ہوگا۔ ناعاقبت اندیش نوجوان جو محض غلط کاری سے ایسی حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ اس احسان سے متاثر ہو کر بہترین راہ اختیار کریں گے۔

لاہوری مقدمات کا ضمیمہ

لاہوری مقدمات کے ضمن میں پروفیسر پرمانند ایم۔ اے کا جو مقدمہ شروع ہوا ہے اس میں لالہ لاجپت رائے کے خطوط اور بم سازی کی ایک کتاب تلاشی میں نکلی ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ان خطوط کو تسلیم کر لیا ہے۔ بھائی پرمانند کے مقدمہ میں مسٹر فضل حسین بی۔ اے بیرسٹر پیروی کرتے ہیں۔

وطن کے نزدیک مسٹر فضل حسین صاحب کا یہ فعل احتیاط سے خالی ہے۔ میری رائے میں وطن کی یہ رائے سقیم ہے کیونکہ یہ قانونی مسلمہ ہے۔ کہ وکیل اپنے موکل کے جذبات اور خیالات میں شریک نہیں ہوتا اور اگر اس سے مسلمانوں کی مسلمہ وفاداری میں فرق آتا ہے۔ تو پھر یہ منطق بہت گمراہ کریگی۔ ہر مقدمہ میں ملزم کی طرف سے وکیل ہونا اس الزام میں شراکت سمجھی جاویگی اس طرح پر اگر وطن کی رائے پر قانون پیشہ لوگ عمل کریں تو انہیں اپنا کام بند کر دینا چاہیئے۔ میری سمجھ میں تو مسٹر فضل حسین صاحب نے کوئی امر اپنے پیشہ اور اخلاق کے خلاف نہیں کیا اور نہ اس سے مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان ہے۔

اس قسم کی تنگ رائے زنی سے اخبار نویسوں کو بچنا چاہیئے مجھ کو بھائی پرمانند صاحب سے بحیثیت ایک ملزم کے کوئی ہمدردی نہیں مگر بحیثیت ایک انسان ہونے کے اس سے ہمدردی ہے۔ اور اگر وہ بیگناہ ہے تو انکو کیوں اپنی بیگناہی ثابت کرنیکا موقعہ نہ دیا جاوے

فوج میں بغاوت پھیلانا

کلکتہ میں جاٹوں کی پلٹن میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جس میں ۱۰ جاٹ سپاہی جیلخانہ میں بند کئے گئے ہیں۔ مدناپور اور کلکتہ کے دو بنگالی اس جرم میں پکڑے گئے۔ اور ان پر مقدمات ہو رہے ہیں۔

لکھنؤ میں فرضی بم کا مقدمہ

لکھنؤ کی پولیس نے ایک نوعمر بنگالی کی مخبری پر لکھنؤ کے پانچ بنگالی گھروں کی تلاشی لی تھی کہ وہاں بم بنائے جاتے ہیں تلاشی پر کچھ نہ نکلا۔ اب مخبر پر مقدمہ چلایا گیا ہے ملزم پر فرد جرم لگ گیا اور وہ سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

نواب ڈھاکہ کے قتل کی سازش

آنریبل نواب سر سلیم اللہ خان صاحب بالقابہ کے قتل کی ایک شرمناک کوشش کی گئی ہے۔ قتل کے لئے ایک بنگالی برہمن مامور تھا جو مسلمان ہو گیا اور احسن منزل کے کسی حصہ میں ہی رہنے لگا۔ اور وہاں معمولی چوریوں کے ہونیکی وجہ سے اسے مشتبہ سمجھا گیا اور معاملہ پولیس تک پہونچا اور پولیس میں زیر حراست ہونے کے بعد وہ سابقہ سزا یافتہ ثابت ہوا۔ آخر اس نے نواب صاحب اور پولیس کے سامنے یہ بھی ظاہر کیا کہ کلکتہ کی خفیہ سوسائٹی کی طرف سے نواب صاحب کے قتل کا قرعہ اسکے نام پر پڑا ہے اور قاتل کے لیے سات ہزار کا انعام ہے ایسی تحریک پر میں یہاں آیا۔ اور مسلمان ہوا میں نے کئی دفعہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کی تلاشی پر اخبار بندے ماترم کے پرچے برآمد ہوئے۔ نواب صاحب اس کے ساتھ خاص احسان کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ساتھ کھانا بھی کھلاتے تھے۔ آخر اس نمکحرامی اور پاجی پن کا اقرار کیا۔ ابھی تک پولیس کی حراست میں ہے۔ مزید خبر نہیں آئی۔

اصل واقعات جلد تر کھل جائیں گے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بنگالی انگریزی اور بنگالی میں بڑا قابل ہے۔ اور اردو بھی جانتا ہے۔

محرم امن سے گذر گیا کسی جگہ فساد نہیں ہوا۔

الحکم نمبر ۳ جلد ۱۴ — ۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء

مقتدائے طریقۂ احمدیہ

جناب حضرت مولنا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اہل اطبا بھی ویسا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزاسے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے۔** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے

حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل عہ نصف بوتل ۱۲؍

فہرست ادویات مفت۔

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہمدردی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دولاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد کو دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دولاکھ روپے کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک منتظر ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت کرچکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۱۰۰۰ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فواید اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلداللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ذکر، گردے یا فاسفورس کیمیکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بنا دیتا ہے کہ بہر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی ہٹ کر بے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اول نمبر ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود اتنا زمانہ مدت کے استعمال تجربہ سے بہی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۰۰۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیے لاثانی دوا نہیں ہیں کیا تھا زمانہ یا جوانی کی بے بہا دولت حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قوت زائل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تیر کا ل یا تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کردیتا ہے چہرہ میں رونق و ابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کیلیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات ۲؍ مع روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کردیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کرکے معزول طاقت کو بحال کردیتا ہے اور گئے گزرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے۔ اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپیہ چار آنہ (۴؍۴)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

احمدی اور انکا مذہب

عرصہ گزرتا ہے۔ کہ مینے مندرجہ بالا عنوان کتاب کی اشاعت کا اعلان کیا تھا مگر بعض مصروفیتوں اور روکوں کی وجہ سے مین اس کتاب کو شائع نہ کرسکا اب مینے خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کو جلد تر شایع کرنیکا انتظام کیا جاوے اور اس طرح پر جو غلط فہمیاں بعض آدمیوں نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہین ان کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے کیا عجب اللہ تعالیٰ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرماوے۔

کتابی صورت مین شایع کرنے مین شاید۔ اس مفید اور ضروری کتاب کی اشاعت معرض التوا مین پڑی رہے اسلیئے مینے ارادہ کیا ہے کہ اسکو باقاعدہ الحکم کیساتھ شایع کرنا شروع کیا جاوے اسلیئے مین ناظرین الحکم کو خوشخبری دیتا ہون کہ ۷ فروری ۱۹۰۸ سے یہ کتاب الحکم کے ساتھ طبع ہونی شروع ہوگی۔ اور ہفتہ وار ۸ صفحہ شائع ہوتے رہین گے۔

اگر مارچ کے آخیر تک ناظرین الحکم نے ... جدید خریدار مہیا کردیئے۔ تو اس ضمیمہ کی کوئی قیمت ناظرین الحکم کی جاویگی ورنہ سال کے آخیر پر ایک روپیہ زاید وصول ہوگا۔ اس سال الحکم کی ترتیب مین کئی خصوصیتین پیدا کرینگی خداتعالیٰ سے